# مقدمہ

خلیفہ وسلطان کے فرق اور یہ کہ سلطان کہہ دیا جانا ہی خلیفہ نہ ہونے کی کافی دلیل ہے اور یہ کہ لفظ خلیفہ میں اگر کوئی عرف حادث ہو بھی تو اس سے خلافت مصطلحہ شرعیہ پر کیا اثر۔

(۱) خلیفہ حکمرانی وجہانبانی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب مطلق تمام اُمت پر ولایت عامہ والا ہے، شرح عقائد نسفی میں ہے:

(خلافتھم) ای نیابتھم عن الرسول فی اقامۃ الدین بحیث یجب علی کافۃ الامم الاتباع۔[1]

ان کی خلافت یعنی دین کی اقامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیابت کا مقام یہ ہے کہ تمام امت پر اس کی اتباع واجب ہے (ت)

خود سر کفار کا اسے نہ ماننا شرعًا اس کے استحقاق ولایت عامہ میں مخل نہیں جس طرح اُن کا خود نبی کو نہ ماننا یُونہی رُوئے زمین کے مسلمانوں میں جو اُسے نہ مانے گا اس کی خلافت میں خلل نہ آئے گا یہ خود ہی باغی قرار پائے گا اور اصطلاح میں سلطان وُہ بادشاہ ہے جس کا تسلط قہری ملکوں پر ہو چھوٹے چھوٹے والیانِ ملک اس کے زیرِ حکم ہوں،



کما ذکرہ الامام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالٰی فی حسن المحاضرۃ عن ابن فضل اللہ فی المسالک عن علی بن سعید۔

جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے حسن المحاضرہ میں ابن فضل اللہ سے انھوں نے مسالک میں علی بن سعید سے اسے ذکر کیا۔ (ت)

یہ دو قسم ہے:

(i) مُوَلّٰی جسے خلیفہ نے والی کیا ہو اس کی ولایت حسبِ عطائے خلیفہ ہوگی جس قدر پر والی کرے۔

(ii) دوسرا متغلّب کہ بزورِ شمشیر ملک دبا بیٹھا اس کی ولایت اپنی قلمرو پر ہوگی وبس۔

(۲) کہ اوّل پر متفرع ہے خلیفہ کی اطاعت غیر معصیت الٰہی میں تمام اُمت پر فرض ہے جس کا منشا خود اس کا منصب ہے کہ نائبِ رسولِ رب ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور سلطان کی اطاعت صرف اپنی قلمرو پر، پھر اگر مولّٰی ہے تو بواسطہ عطائے خلیفہ اس منصب ہی کی وجہ سے کہ اُس کا امر امرِ خلیفہ ہے اور امرِ خلیفہ امرِ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور اگر متغلب ہے تو نہ اُس کے منصب سے کہ وُہ شرعی نہیں بلکہ

---

[1] شرح العقائد النسفیۃ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار، افغانستان ص ۱۰۸

دفعِ فتنہ اور اپنے تحفظ کے لئے خود مسٹر آزاد نے فتح الباری سے دربارۂ سلطان متغلب نقل کیا (ص ۵۱)۔

طاعتہ خیر من الخروج علیہ لما فی ذٰلک من حقن الدماء وتسکین الدھماء[1]

اس کے خلاف کے مقابلہ میں اس کی طاعت بہتر ہے کیونکہ اس میں جانوں کا تحفظ اور شورش سے سکون ہے (ت)

(۳) کہ دوم پر متفرع ہے خلیفہ نے جس مباح کا حکم دیا حقیقۃً فرض ہوگیا جس مباح سے منع کیا حقیقۃً حرام ہوگیا یہاں تک کہ تنہائی وخلوت میں بھی اس کا خلاف جائز نہیں کہ خلیفہ نہ دیکھے اللہ دیکھتا ہے ایک زمانے میں خلیفہ منصور نے امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کو فتوٰی دینے سے منع کر دیا تھا، امام ہمام کی صاحبزادی نے گھر میں ایک مسئلہ پوچھا، امام نے فرمایا، میں جواب نہیں دے سکتا خلیفہ نے منع کیا ہے۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ خلیفہ کا حکم مباح درکنار فرض کفایہ پر غالب ہے جبکہ دوسرے اُس کے ادا کرنے والے موجود ہوں کہ اب اُس کا ترک معصیت نہیں تو حکم خلیفہ نافذ ہوگا اگرچہ خلیفہ ظالم بلکہ خود اس کا وہ حکم ظلم ہو کہ امام کو فتوٰی سے روکنا نہ ہوگا مگر ظلماً، اور سلطان متغلب جس کی ولایت خلیفہ سے مستفاد نہ ہو اس کے امر ونہی سے مباحات فی نفسہا واجب یا حرام نہ ہوجائیں گے تنہائی میں اس طور پر کہ اُسے اطلاع پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو مباح اپنی اباحت پر رہے گا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالٰے صاحب نسیم الریاض وعنایۃ القاضی وغیرہما کتب نافعہ کے زمانے میں سلطان نے حقہ پینے سے لوگوں کو منع کیا تھا یہ پردہ ڈال کر پیتے۔ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی رسالہ الصلح بین الاخوان میں فرماتے ہیں:

"نہ خود حقہ پیتا ہوں نہ میرے گھر بھر میں کوئی پیتا ہے مگر مباح کو حرام نہیں کہہ سکتا۔"[2]

اور منع سلطانی کے جواب میں شرح ہدیہ ابن العماد میں فرماتے ہیں:

لیت شعری ای امر من امریہ یتمسک بہ امرہ الناس بترکہ او امرہ باعطاء المکس علیہ علی ان المراد من اولی الامر فی الاٰیۃ العلماء علی اصح الاقوال کما ذکرہ العینی فی اٰخر مسائل شتی من شرح الکنز وایضا

یعنی کاش میں جانوں کہ سلطان کا کون سا حکم لیا جائے یہ کہ لوگ حقہ نہ پئیں یا یہ کہ تمباکو پر ٹیکس دیں معہذا آیۂ کریمہ میں اصح قول یہ ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں جس طرح شرح کنز امام عینی میں ہے نیز کیا ظالم سلاطین کا حکم حکم شرعی ہوجائے گا حالانکہ

---

[1] مسئلہ خلافت بحث بعض کتب مشہورہ عقائد وفقہ سردار آتاپبلشرز لاہور ص ۱۰۶

[2] رسالہ الصلح بین الاخوان لعبد الغنی نابلسی